باسمہ تعالی

شجاعت حضرت زہراء(س) کی ایک جھلک

از رشحات قلم: حضرت ادیب عصر مرحوم

حضرت فاطمہ زہراءسلام اللہ علیہا کی اٹھارہ سالہ زندگی میں شجاعت کے ایسے ایسے نمونے ہیں کہ واقعی یہ اقرار کرنا پڑتا ہے کہ آپ عرب کے شجاع ترین ذات کا کفوتھیں، ہم نے شب ہجرت کے حالات میں صرف اس پہلو پر غور کیا کہ حضرت علیؑ انتہائی مظاہرۂ شجاعت فرماتے ہوئے بستر رسول پر گہری نیند سوئے رہے، بڑے سکون واطمینان کے ساتھ سوئے رہے، نہ اضطراب تھا نہ گھبراہٹ تھی، حالانکہ آپ جس بستر پر آرام فرماتھے اس کے اردگرد چالیس قبائل کی تلواریں تھیں، چالیس اُپی ہوئی تلواریں جو کسی بھی وقت حضرت پر حملہ آور ہوسکتی تھیں، اس عالم میں اضطراب کا مظاہرہ نہ کرنا ہی بہادری ہے، نہ کہ آرام سے گہری نیند سونا۔ اس رخ سے ہمارا غور کرنا واقعی اہم ہے لیکن اس سے زیادہ اہم بات یہ ہے کہ اس گھر میں ایک خاتون بھی ہیں، انہیں بھی اچھی طرح معلوم ہے کہ میرے گھر پر چالیس اُپی ہوئی تلواروں کا نرغہ ہے، جو کسی بھی وقت رات میں یا صبح کے وقت گھر میں گھس کر ہم سب کا کام تمام کردیں گی۔ علی مردمیدان تھے، شجاع تھے، بہادر تھے، حوصلہ مند تھے، انہوں نے اس خوفناک منظر کونظرانداز کردیا تھا، آنے والے حادثے کا تصور ذہن سے مٹادیا تھا تو ساتھ میں یہ بھی ماننا پڑے گا کہ حضرت فاطمہ زہراءسلام اللہ علیہا بھی قوی دل تھیں کہ تحفظ اسلام کے لئے اس خوفناک منظر کو ہیچ سمجھ رہی تھیں، کیا اسے حضرت فاطمہ کی حوصلہ مندی کا محیر العقول نمونہ نہیں کہا جائے گا...؟

حقیقت یہ ہے کہ رسول خداؐ کو حکم ہجرت اصل میں حضرت فاطمہ کے استقامت علی الحق کا امتحان تھا، آپ نے ایسے عالم میں کہ جب گھر دشمنوں اور قاتلوں کی تلواروں سے گھرا ہوا تھا اور آپ اسی گھر میں موجود تھیں نہ کسی ہراس کا مظاہرہ کیا نہ خوف کا اظہار کیا، نہ جزع وفزع کیا، نہ گریہ وزاری کی بلکہ پورے اطمینان وسکون کے ساتھ پوری رات گزاردی، کم سے کم جب حضرت علیؑ مدینہ کی طرف روانہ ہورہے تھے اور کفار سے مزاحمت کی تھی، اس وقت تو آپ کو گریہ وزاری کرنا چاہئے تھا لیکن یادرکھئے گریہ وزاری وہ کرتا ہے جسے اسباب پر بھروسہ ہوتا ہے جو مخلوق کا سہارا ڈھونڈھتا ہے۔ حضرت معصومہ گریہ وزاری کیوں کرتیں، آپ کو تو خالق اسباب پر بھروسہ تھا، خالق پر توکل تھا، وہ صنف نسواں کا مثالی کردار تھیں، اگر وہ گریہ کرتیں تو سخت وسنگین حالات میں راضی برضا رہنے کا سبق کہاں سے ملتا۔ حضرت مریم کے یہاں جس وقت حضرت عیسیٰ کی ولادت ہوئی اور انہوں نے یہ خیال کیا کہ اب قوم آکر ہمیں طعنہ دے گی تو ان کی دلی کیفیت کی قرآن نے ترجمانی کی ہے کہ ''اے کاش! میں آج سے پہلے مرگئی ہوتی اور بھولی بسری چیز ہوجاتی''۔ یادرکھئے قرآن میں صنف نسواں کا ایک ہی مثالی کردار ہے حضرت مریم کا جو معصومہ تھیں لیکن صنف نسواں کے لئے ابدآثار نمونۂ عمل ان کے پاس بھی نہیں ہے اس لئے یہ کہا جاسکتا ہے کہ جہاں حضرت مریم میں کمی رہ گئی ہے اسے کردار فاطمہ نے پورا کیا، مریم سخت وسنگین حالات میں جزع وفزع کرتی ہیں اور حضرت فاطمہ زہراء ان سے زیادہ سخت حالات میں صبروسکون کا مظاہرہ کرتی ہیں، اسی لئے تو رسول خداؐ نے فرمایا تھا کہ بیٹی فاطمہ! مریم اپنے وقت کی عورتوں کی سردار تھیں اور تم قیامت تک کی عورتوں کی سردار ہو، تم اولین وآخرین کی عورتوں کی سردار ہو۔

حضرت فاطمہ سلام اللہ علیہا کی شجاعت کا ایک دوسرا منظر جنگ احد ہے، یہ جنگ ۳ ھ میں ہوئی، اس جنگ میں حضرت علیؑ کا امتحان تو اس طرح ہوا کہ آپ نے تحفظ رسالت میں سولہ یا سترہ ایسے زخم کھائے جن سے آپ کا جانبر ہونا مشکل تھا۔ خود آپ کا ارشاد ہے کہ ہر بار میں زخم کھا کر گر پڑتا تھا اور ایسا گرتا تھا کہ میرا اٹھنا ناممکن تھا لیکن کوئی میرا بازو پکڑ کر اٹھا دیتا تھا اور میں پھر سے نئی قوت کے ساتھ حمایت و نصرت رسولؐ میں تلوار چلانے لگتا تھا۔ میدان احد اس قدر بھیانک بن گیا تھا کہ بڑے بڑے لحیم شحیم اصحاب رسول میدان چھوڑ کر بھاگ گئے تھے، شیطان نے ''قد قتل محمد'' کی آواز بلند کر دی تھی، صحابہ کی اس بے وفائی پر قرآن میں کئی جگہ ان کی مذمت کی گئی ہے۔ ایسے بھیانک اور حوصلہ شکن ماحول میں جس وقت حضرت فاطمہ نے باپ کے زخمی ہونے کی خبر سنی تو والہانہ میدان احد میں پہونچ گئیں، ذرا بھی خوف و ہراس کا مظاہرہ نہیں کیا، میدان میں پہونچ کر باپ کی مرہم پٹی کی، شوہر کا علاج کیا اور اس ذوالفقار کو صاف کیا، دھویا جو مجسم شجاعت علیؑ کا قصیدہ تھا۔ میدان احد میں بڑے بڑے نام نہاد بہادروں کے اوسان خطا کر دیئے تھے، جہاں سے بہادروں کی ٹولی بھاگ گئی تھی وہاں معصومۂ کونین نے پہونچ کر ثبات و صبر کا درس دیا۔

مضمون: ''شجاعت حضرت زہراء کے نمونے'' سے اقتباس
مکمل مضمون عنقریب شائع ہونے والا ہے